از عدالت عظمی

للی کورین

بنام

یونیورسٹی اپیلیٹ ٹریبونل اور دیگران

19 دسمبر 1996

[اے ایم احمد، چیف جسٹس اور سجاتا بنام منوہر، جسٹس]

یونیورسٹیاں: کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 – دفعہ 60(7) اور 61 – ان حصوں کے تحت اپیلیٹ ٹریبونل کا اختیار – غیر قانونی اور غیر ہدایت یافتہ – آئین ہند 1950 – آرٹیکل 30(i) – بنیادی حق کی ضمانت – چاہے کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974، دفعہ 60 (7) اور 61 کی خلاف ورزی ہو: ہاں۔

ملازمت قانون: برطرف – خواتین کے تربیتی کالج کے پرنسپل ایک طرفہ انکوائری – منعقد: تفتیش منصفانہ طور پر نہیں کی گئی – اس نے بھاری اخراجات سے متعلق قانونی چارہ جوئی میں اپنی ملازمت کا کافی عرصہ کھو دیا تھا – انصاف کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے معاوضہ دیا گیا – معاوضہ – کا ایوارڈ۔

اپیل کنندہ سینٹ جوزف ٹریننگ کالج برائے خواتین کے قیام سے 1957 سے پرنسپل تھا، جو مذہبی اقلیت کے زیر انتظام اور کیرالہ یونیورسٹی سے وابستہ ایک ادارہ ہے۔ انتظامیہ نے اس کے خلاف یک طرفہ تحقیقات کرنے کے بعد اسے برطرف کر دیا تھا۔ برخاستگی کے اس حکم کو وائس چانسلر کے سامنے اپیل میں چیلنج کیا گیا، جس نے برخاستگی کے حکم پر روک لگا دی۔ اپریل 1970 میں انہیں دوبارہ نافرمانی کے الزام میں معطل کر دیا گیا اور محکمہ جاتی انکوائری کا آغاز کیا گیا۔ معطلی کے حکم کو وائس چانسلر کے سامنے بھی چیلنج کیا گیا تھا، لیکن اس دوران انتظامیہ نے ایک متبادل پرنسپل کا تقرر کیا۔ دونوں اپیلوں کو وائس چانسلر نے یہ کہتے ہوئے منظور کیا کہ قدرتی انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے، اور ہدایت کی کہ اپیل کنندہ کو جاری رکھنے کی اجازت دی جائے۔

اپیل کنندہ نے سابقہ تحقیقات کو چیلنج کرتے ہوئے منسیف عدالت میں مقدمہ بھی دائر کیا تھا۔ انتظامیہ اور متبادل پرنسپل نے بھی اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ ان تمام مقدمات کو 6 دسمبر 1972 کے ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا گیا جس میں وائس چانسلر کے حکم کو برقرار رکھا گیا اور اپیل کنندہ کو پرنسپل کے طور پر جاری رہنے کی اجازت دی گئی۔ منسیف کے حکم کے خلاف ضلعی جج کے سامنے اپیلیں دائر کی گئیں، لیکن کامیاب نہیں ہوئیں۔ دوسری اپیل میں عدالت عالیہ نے انتظامیہ کی اپیلوں کی اجازت دی اور فیصلہ دیا کہ وائس چانسلر، جو ایک قانونی ٹریبونل تھا، کو بحالی دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اس عدالت نے 15.9.1978 پر اپیل کنندہ کی اپیل کو مسترد کر دیا۔ اس عدالت سامنے اس اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 9.8.1974 پر نافذ

ہوا۔اس ایکٹ میں موجود دفعات، خاص طور پر دفعہ 61 توضیعات کے پیش نظر، اپیل کنندہ نے ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ اپیلٹ ٹربیونل کے سامنے دونئی اپیلیں دائر کیں۔ اپیلٹ ٹربیونل نے اپنے تاریخ کے 26.5.1977 فیصلے کے ذریعے اپیل کی اجازت دی اور اپیل کنندہ کی بحالی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ تادیبی تحقیقات میں فطری انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 کی دفعہ 60(7) اور 61 کو آئین ہند کے آرٹیکل 30(1) کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے چیلنج کرنے والے اس فیصلے کے خلاف انتظامیہ اور متبادل پرنسپل کی طرف سے دوتحریری درخواستیں دائر کی گئیں۔ عدالت عالیہ کی مکمل بنچ نے ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ کی دفعہ 60(7) اور 61 کو آئین کے آرٹیکل 30(1) کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت۔

منعقد.1: کیرالہ عدالت عالیہ کی فل بنچ نے صحیح فیصلہ دیا ہے کہ کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 کی دفعہ 60(7) اور 61 نے اپیلٹ ٹربیونل کو ایسے اختیارات دیے تھے جو غیر قانونی اور غیر ہدایت یافتہ ہیں۔ اپیلٹ اتھارٹی برخاست شدہ استاد کی بحالی کا حکم بھی دے سکتی ہے۔ اس لیے یہ حصے بھارت کا آئین کے آرٹیکل 30(1) کے ذریعے مذہبی اور لسانی اقلیتی اداروں کو ضمانت شدہ بنیادی حقوق سے مطابقت نہیں رکھتے۔ کسی بیرونی اتھارٹی کو اپیل کے حق کی منتقلی نے اقلیتی تعلیمی اتھارٹی کے تادیبی اختیار کو چھین لیا، خاص طور پر اس وجہ سے کہ اپیل کا اختیار لامحدود اور غیر متعین تھا جس میں عائد سزا میں مداخلت کا اختیار بھی شامل تھا۔ اس طرح کے غیر ہدایت یافتہ اور غیر قانونی اختیارات جو اپیل میں استعمال کیے جا سکتے ہیں، اقلیتی ادارے کے اپنے اداروں کے انتظام کے حق میں مداخلت کا باعث بنتے ہیں۔ [G-H–439؛B-C–440]

.2۔ معاملے کو مجموعی طور پر دیکھتے ہوئے اور تمام حالات پر غور کرتے ہوئے، اپیل کنندہ کو کچھ معاوضہ ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپیل کنندہ کے خلاف انکوائری منصفانہ انداز میں نہیں کی گئی تھی اور اس نے کئی سالوں کی مفید خدمت کھو دی تھی۔ انہوں نے کالج کے پرنسپل کے طور پر اس وقت شمولیت اختیار کی تھی جب انتظامیہ کی طرف سے راضی کیے جانے پر اس کی نئی بنیاد رکھی گئی تھی، اور کلاس I گزیٹڈ پوسٹ چھوڑ دی تھی۔ اس نے قانونی چارہ جوئی کو آگے بڑھانے میں بھی کافی رقم خرچ کی تھی۔ انصاف کے اختتام کو پورا کیا جائے گا اگر اسے مدعا علیہ کے خلاف اس کے تمام دعووں کے لیے 350000 روپے کا معاوضہ دیا جائے۔ [440–ڈی–جی]

للّی کورین بنام سینئر لیونا، [1979] 2 ایس سی سی 124 اور احمد آباد سینٹ زیویئر کالج سوسائٹی بنام ریاست گجرات، [1974] 1 ایس سی سی 717، پر انحصار کیا۔

بینڈ یکٹ مار گریگوریوس بنام اسٹیٹ آف کرالا (فل بینچ)، (1976) کے ایل ٹی 458، منظور شدہ۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1538 آف 1980۔

کیرالہ عدالت عالیہ کے C–1977 کے .O. P نمبر کے 4031/76، M/2090 77، 3244، C–77/ ،C–77
3592/78–I اور .C. R. P نمبر 1668 کے فیصلے اور حکم سے

حاضر فریقین کے لیے ٹی ایل وی ایئر، اے ایس نمبیار، وپن نائر، کے ایم کے نائر، پی کے منوہر، کے آر چودھری، ایم ٹی جارج، آر ساسپر بھو، اور ٹی جی این نائر

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

محترمہ سجاتا بنام منوہر، جے: سینٹ جوزف ٹریننگ کالج فار ویمن، ایرنا کولم ایک تعلیمی ادارہ ہے جو رومن کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والی مدر آف کارمل کی مذہبی جماعت نے قائم کیا ہے۔ یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے جو ایک مذہبی اقلیت کے ذریعہ قائم اور زیر انتظام ہے اور اس لیے آئین کے آرٹیکل 30(1) کے تحفظ کا حقدار ہے۔ یہ کالج کرالا یونیورسٹی سے منسلک تھا۔

1957 میں کالج کے قیام کے بعد سے اپیل کنندہ للّی کورین کالج کی پرنسپل تھیں۔ یہ ان کا معاملہ ہے کہ جب کالج شروع کیا گیا تو انتظامیہ نے انہیں کالج کی پرنسپل شپ قبول کرنے پر آمادہ کیا اور انہیں اس مقصد کے لیے سرکاری ملازمت میں کلاس اول کے گزٹیڈ افسر کے عہدے سے استعفی دینے پر آمادہ کیا گیا۔ اپیل کنندہ یہ بھی دعوی کرتا ہے کہ انتظامیہ کو امید تھی کہ وہ راہبہ بن جائے گی۔ تاہم، اس نے راہبہ بننے سے انکار کر دیا اور شادی کر لی، جس کے بعد اس کے اور انتظامیہ کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے۔ جب مذہبی نظام سے تعلق رکھنے والی راہبوں میں سے ایک پرنسپل کے عہدے کے لیے جزوی طور پر اہل ہو گئی تو انتظامیہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو ہٹانے کی کوششیں کی گئیں تا کہ کالج کی ایک اہل راہبہ کو پرنسپل بنایا جا سکے۔

30 اکتوبر 1969 کو کالج میں ہونے والے ایک واقعے کی وجہ سے اپیل کنندہ جو پرنسپل تھا اور ایک لیکچرر راج رتنم جو کالج میں ڈیپوٹیشن پر تھا، کے درمیان اپیل کنندہ کے ساتھ ساتھ راج رتنم کی طرف سے کالج کے مینجمنٹ بورڈ میں شکایات کی گئیں۔ اس کے بعد مینجمنٹ بورڈ نے اپیل کنندہ کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ انتظامیہ کے مطابق، 11 نومبر 1969، 12 نومبر 1969 اور 13 نومبر 1969 کے خطوط اپیل گزار کو پوسٹنگ کے سرٹیفکیٹ کے تحت بھیجے گئے تھے، جس میں اسے فرد جرم دی گئی تھی اور اسے 16 نومبر 1969 کو ہونے والی تادیبی تحقیقات کے لیے بلایا گیا تھا۔ اپیل کنندہ کا دعوی ہے کہ وہ 14.11.1969 سے 17.11.1969 تک چھٹی پر تھی اور اسٹیشن سے باہر تھی۔ انہیں 13 نومبر 1969 کا خط موصول ہوا جس میں انکوائری کی تاریخ 16 نومبر 1969 مقرر کی گئی تھی جو صرف 17 نومبر 1969 کو تھی۔ اس دوران، 16.11.1969 پر اپیل کنندہ کے خلاف ایک طرفہ انکوائری کی گئی۔ یہ 19.11.1969 پر اختتام پذیر ہوا۔ 13.12.1969 پر اپیل کنندہ کو ایک وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیا گیا جس میں اس سے پوچھا گیا کہ اس پر ملازمت سے ہٹانے کا جرمانہ کیوں نہیں لگایا جانا چاہیے۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے 18 دسمبر 1969 کو منسیف عدالت کے سامنے او ایس آئی ڈی 1 ہونے کی حیثیت سے مقدمہ دائر کیا جس میں انکوائری کی کارروائی کو چیلنج کیا گیا اور انتظامیہ کو اپنے فیصلے پر عمل درآمد سے روکنے کے لیے حکم امتناع کا مطالبہ کیا گیا۔ ہم

انتظامیہ کی طرف سے دائر کی گئی ان اور اس کے بعد کی مختلف کارروائیوں اور مقدمات کا تفصیل سے حوالہ نہیں دے رہے ہیں بلکہ صرف کچھ متعلقہ تاریخوں کا حوالہ دے رہے ہیں۔

2 جنوری 1970 کو انتظامیہ کی طرف سے اپیل کنندہ کو ملازمت سے برخاست کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔اپیل کنندہ نے کیرالہ یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کے ذریعے بنائے گئے آرڈیننس کے آرڈیننس 33(4) چیپٹر LVII کے تحت کیرالہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو برخاستگی کے حکم سے اپیل دائر کی۔وائس چانسلر نے ایک عبوری حکم کے ذریعے برخاستگی کے حکم پر روک لگانے کے بعد بالآخر 19.10.1970 پر اس کی اپیل کی اجازت دے دی۔

دریں اثنا، اپریل 1970 میں کالج کے مینجنگ بورڈ کی طرف سے اپیل کنندہ کے خلاف ایک نئی تادیبی تحقیقات کا آغاز کیا گیا تھا کیونکہ اس نے راج رتنم کے ڈیپوٹیشن کو ختم کرنے کے لیے محکمہ تعلیم کو دو مراسلے بھیجے تھے۔اس کے نتیجے میں 9 دسمبر 1969 کو محکمہ تعلیم نے راج رتنم کے ڈیپوٹیشن کو ختم کر دیا۔دوسری انکوائری میں اپیل کنندہ کو 10 اپریل 1970 کو معطل کر دیا گیا اور بہن لیوینا کو متبادل پرنسپل مقرر کیا گیا۔اپیل کنندہ نے مذکورہ آرڈیننس کے تحت وائس چانسلر کے سامنے اپیل دائر کی۔ان دونوں اپیلوں کی سماعت وائس چانسلر نے ایک ساتھ کی جس نے 9.10.1970 کے مذکورہ بالا حکم کے ذریعے ان دونوں اپیلوں کی اجازت دی۔نومبر 1969 میں تادیبی تحقیقات کے انعقاد سے متعلق حقائق پر تفصیل سے غور کرنے کے بعد وائس چانسلر اس نتیجے پر پہنچے کہ تحقیقات کے انعقاد میں فطری انصاف کے اصولوں کی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے۔اس لیے انہوں نے انتظامیہ کی طرف سے منظور کردہ حکم کو ایک طرف رکھ دیا اور ایک حکم جاری کیا جس میں ہدایت کی گئی کہ اپیل کنندہ کو پرنسپل کے طور پر جاری رہنے کی اجازت دی جائے۔

دریں اثنا، منیف عدالت میں اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کیے گئے دیوانی دعوی کے خلاف انتظامیہ نے بھی مختلف دعوی دائر کیے۔سسٹر لیوینا جنہیں متبادل پرنسپل مقرر کیا گیا تھا، نے بھی کچھ مقدمے دائر کیے جس کے نتیجے میں، اس قانونی چارہ جوئی کے دوران، اپیل کنندہ کو بحال کرنے کے وائس چانسلر کے منظور کردہ احکامات کو بھی چیلنج کیا گیا۔ان تمام مقدمات کی ایک ساتھ سماعت ہوئی اور 6 دسمبر 1972 کے ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے منسیف نے وائس چانسلر کے احکامات کو برقرار رکھا اور اپیل کنندہ کو پرنسپل کے طور پر جاری رہنے کی اجازت دی۔

اس مشترکہ فیصلے اور حکم سے ضلعی جج کے سامنے اور اس کی طرف سے عدالت عالیہ میں اپیلیں دائر کی گئیں۔بالآخر دوسری اپیل میں عدالت عالیہ کے ایک ڈویژن بنچ نے اپنے فیصلے اور تاریخ کے 19.7.1973 کے حکم سے فیصلہ دیا کہ وائس چانسلر جو ایک قانونی ٹریبونل تھا اسے بحالی دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔اس تنگ میدان پر ڈویژن بنچ نے انتظامیہ کی اپیلوں کی اجازت دی۔اپیلوں کو منظور کرتے ہوئے دو نفری بنچ نے فیصلہ دیا کہ آرڈیننس 33(1) اور 33(4) جس کے تحت وائس چانسلر کو اپیل کا حق دیا گیا تھا، آئین ہند کے آرٹیکل 30(1) کی خلاف ورزی نہیں تھے۔

دو نفری بنچ کے فیصلے سے اپیل اس عدالت سامنے اپیل کنندہ کے ذریعے دائر کی گئی تھی۔اس عدالت نے اپنے فیصلے اور حکم کے ذریعے ([1979] 1 ایس سی آر 821 میں رپورٹ کردہ) اپیل کنندہ کی اپیل کو مسترد کر دیا۔اس عدالت نے کہا: (1) کہ "ملازمت کی

شرائط" کے بیان محاورہ میں تقرری کے مرحلے سے لے کر ملازمت کے خاتمے کے مرحلے تک سب کچھ شامل ہے اور اس کا تعلق تادیبی کارروائی سے متعلق معاملات سے بھی ہے۔ اپیل کا حق ملازمت کی شرائط کا ایک حصہ بنتا ہے اور اس لیے درست ہے۔(2) اقلیتوں کا تحفظ جو آرٹیکل 30(1) کے تحت دیا گیا ہے، ریاست کے ریگولیٹری پاور سے مشروط ہے۔ تاہم، یہ ریگولیٹری طاقت بدانتظامی کو روکنے یا اقلیتی ادارے کی بہتر انتظامیہ کو فروغ دینے یا اس کے فائدے کے لیے ہے۔ لیکن اگر اس سے اقلیت کے ادارے کے انتظام کے حق کو نقصان پہنچتا ہے، تو اس بنیاد پر اس کا جواز نہیں دیا جا سکتا کہ اس طرح کی مداخلت عوامی مفاد میں ہے۔ مداخلت صرف متعلقہ اقلیت کے مفاد میں جائز ہوگی۔(3) کہ اپیل کا اختیار جو فرمان 33(4) میں وائس چانسلر کو دیا گیا تھا، ادارے کے انتظامیہ میں نظم و ضبط نافذ کرنے کے حق پر تجاوز کے مترادف ہے کیونکہ یہ ایک غیر قانونی اور غیر ہدایت شدہ اختیار تھا۔ وائس چانسلر کس بنیاد پر مداخلت کر سکتا تھا اس کی وضاحت نہیں کی گئی تھی اور اس کی مداخلت کی طاقت لامحدود تھی۔ وہ اس سزا میں بھی مداخلت کر سکتا تھا جو دی گئی تھی۔ اس سے اقلیتی ادارے کے تادیبی اختیارات متاثر ہوں گے۔ کسی رہنما خطوط کی عدم موجودگی میں، اس طرح کے اختیار کو محض بدانتظامی پر روک نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ اس لیے اس عدالت نے وائس چانسلر کے دو احکامات کو مسترد کر دیا — حالانکہ اس کی وجوہات کیرالہ عدالت عالیہ کے دو نفری بنچ کی طرف سے دی گئی وجوہات سے مختلف تھیں۔ اس عدالت نے معاملے کے اس نقطہ نظر میں اپیل کنندہ کے دعوے کی خوبیوں کا جائزہ نہیں لیا۔

عدالت عظمیٰ میں اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 9.8.1974 پر نافذ ہوا۔ کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 کی دفعہ 61 کے تحت یہ درج ذیل فراہم کیا گیا تھا:

".61۔ اساتذہ کی ملازمت کی شرائط سے متعلق ماضی کے تنازعات: اس کے باوجود، فی الحال نافذ کسی قانون میں، یا کسی معاہدے میں، یا کسی عدالت یا دیگر اتھارٹی کے کسی فیصلے، فرمان یا حکم میں موجود کچھ بھی، —

(a) کسی نجی کالج کی انتظامیہ اور اس کالج کے کسی استاد کے درمیان اس ایکٹ کے آغاز پر زیر التواء ایسے استاد کی خدمت کی شرائط سے متعلق کسی بھی تنازعہ کا فیصلہ اس ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین توضیعات کے تحت اور اس کے مطابق کیا جائے گا۔

(b) کسی نجی کالج کی انتظامیہ اور اس کالج کے کسی استاد کے درمیان ایسے استاد کی ملازمت کی شرائط سے متعلق کوئی تنازعہ، جو یکم اگست 1967 کے بعد پیدا ہوا ہے، اور اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے نمٹا دیا گیا ہے، اگر انتظامیہ یا استاد اس طرح کے آغاز سے تیس دن کی مدت کے اندر اپیلٹ ٹریبونل میں درخواست دیتا ہے، تو اسے دوبارہ کھول دیا جائے گا اور اس ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین توضیعات کے تحت اور اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، گویا کہ اسے بالآخر نمٹا نہیں گیا تھا۔

مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 60(7) کے تحت، اپیلٹ ٹریبونل، فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد اور اس طرح کی مزید تفتیش کے بعد جو ضروری ہو اس پر ایسا حکم دے سکتا ہے جو اسے مناسب لگے، بشمول متعلقہ استاد کی بحالی کا حکم۔ دفعہ 65 کے تحت اپیلٹ ٹریبونل ایک عدالتی افسر ہوگا جو عدالت عالیہ کے مشورے سے چانسلر کے ذریعہ نامزد کردہ ضلعی جج کے عہدے سے کم نہیں ہوگا۔ ان دفعات اور خاص طور پر دفعہ 61 توضیعات کے پیش نظر اپیل کنندہ نے کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ 1974 کے تحت تشکیل کردہ اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے دو

نئی اپیلیں دائر کیں جن میں 1974 کی 4 اور 1974 کی 8 اپیلیں تھیں۔ان اپیلوں کو اپیلٹ ٹریبونل نے اپنے 26 مئی 1977 کے فیصلے اور حکم نامے کے ذریعے منظور کیا تھا۔ٹریبونل بھی اس نتیجے پر پہنچا جو اس سے پہلے کی کارروائی میں وائس چانسلر نے اخذ کیا تھا اور فیصلہ دیا کہ تادیبی تحقیقات کرتے وقت فطری انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔اس نے انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ احکامات کو بھی کالعدم قرار دیا اور بحالی کی ہدایت کی۔

ٹریبونل کے حکم کو انتظامیہ نے نظر ثانی میں عدالت عالیہ کے سامنے چیلنج کیا تھا۔انتظامیہ اور بہن لیونا کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے دورٹ درخواستیں بھی دائر کی گئیں جن میں انتظامیہ کی طرف سے دفعہ 60(7) اور دفعہ 61 کی آئینی جواز کو آئین کے آرٹیکل 30(1) کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا گیا۔ان تمام معاملات کو کیرالہ عدالت عالیہ کی پانچ ججوں پر مشتمل مکمل بنچ کے سامنے رکھا گیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ،بینیڈکٹ مار گریگوریس بنام ریاست کیرالہ اور دیگر (1976) کے ایل ٹی 458 کے ان معاملات میں کیرالہ عدالت عالیہ کے پہلے مکمل بنچ کے فیصلے میں عدالت نے کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ 1974 کے دفعہ 60 اور 61 کی صداقت کا جائزہ لیا تھا اور آئینی جواز کو برقرار رکھا تھا۔مذکورہ کالج کی انتظامیہ نے دعوی کیا تھا کہ اپیل کنندہ اور جواب دہندگان کے درمیان وائس چانسلر کے احکامات کو چیلنج کرنے والی سابقہ کارروائی میں 15 ستمبر 1978 کے اس عدالت فیصلے کی روشنی میں اس نظریے پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔اس دلیل کے پیش نظر ایک بڑی مکمل بنچ تشکیل دی گئی۔مکمل بنچ نے اپنے مشترکہ فیصلے اور تاریخ کے 29.8.1979 کے حکم سے کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ 1974 کی دفعہ 60(7) اور دفعہ 61 کو بھارت کا آئین کے آرٹیکل 30 (1) کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا ہے۔موجودہ اپیل کیرالہ عدالت عالیہ کے فل بینچ کے اس فیصلے اور حکم کو چیلنج کرتے ہوئے دائر کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ اور جواب دہندگان کے درمیان قانونی چارہ جوئی کی تاریخ کو مکمل کرنے کے لیے ایسا لگتا ہے کہ اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے موجودہ قانونی چارہ جوئی میں،اپیل کنندہ نے بہن لیونا کو فریق کے طور پر شامل نہیں کیا تھا۔اس خامی کو دور کرنے کے لیے،اپیل کنندہ نے 1977 میں ٹریبونل کے سامنے تین نئی اپیلیں دائر کیں جن میں 1977 کی 15 سے 17 تک کی اپیلیں تھیں۔ان اپیلوں کو کیرالہ عدالت عالیہ کے موجودہ مکمل بنچ کے فیصلے کے پیش نظر اپیلٹ ٹریبونل نے 5.9.1981 پر مسترد کر دیا ہے جو 29.8.1979 پر دیا گیا تھا۔اپیل کنندہ نے ٹریبونل کے اس فیصلے اور حکم سے عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی دائر کی جس پر بالآخر اپیل کنندہ نے مقدمہ نہیں چلایا اور 23.1.1987 پر اپیل کنندہ کی عدم پیشی کی وجہ سے اسے خارج کر دیا گیا۔

17 اپریل 1985 کو مہاتما گاندھی یونیورسٹی ایکٹ 1985 نافذ ہوا جو مذکورہ ادارے پر لاگو ہوا۔اس ایکٹ کی دفعہ 63(6) کے تحت کوئی بھی استاد جو اس پر اس ذیلی دفعہ میں بیان کردہ کسی بھی سزا کو عائد کرنے کے حکم سے ناراض ہے،اسے مذکورہ ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ اپیلٹ ٹریبونل میں ان بنیادوں پر اپیل کرنے کا حق حاصل ہے جو اس ذیلی دفعہ میں بیان کی گئی ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ اس ایکٹ اور اس کی اپیل توضیعات کا مسودہ احمد آباد سینٹ زیویئرز کالج سوسائٹی اور ایک اور وغیرہ بنام ریاست گجرات و دیگر،اے آئی آر (1974) ایس سی 1389 میں اس عدالت فیصلے کو ذہن میں رکھتے ہوئے تیار کیا گیا تھا۔مہاتما گاندھی یونیورسٹی ایکٹ، 1985 کی دفعہ 62(سی) کے تحت شق (اے) یا (بی) میں آنے والے کسی معاملے کے سلسلے میں کسی نجی کالج کی انتظامیہ اور اس کالج کے استاد کے درمیان پیدا ہونے والے یا زیر التواء کسی بھی تنازعہ کا فیصلہ اس ایکٹ توضیعات اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین کے

مطابق کیا جائے گا۔ ایک بار پھر، اپیل کنندہ نے دفعہ 61 (سی) پر اس طرح کی اپیل دائر کرنے کے اپنے حق کی بنیاد پر مذکورہ ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے تازہ اپیلیں دائر کیں۔ اس نے غلط طریقے سے برخاستگی کے لیے 555000 روپے کے ہرجانے کا بھی دعوی کیا۔ اپیلیٹ ٹریبونل، لیکن اس کے تاریخ کے 25.8.1987 حکم نے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر اپیلوں کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اس کے سامنے اس وقت کوئی زیر التواء تنازعہ نہیں تھا جب مہاتما گاندھی یونیورسٹی ایکٹ، 1985 یا اس سے پہلے کا آرڈیننس نافذ ہوا تھا۔

کیرالہ عدالت عالیہ کے فل بینچ کے فیصلے سے ہمارے سامنے یہ اپیل، اس لیے، فریقین کے درمیان قانونی چارہ جوئی کا آخری دور معلوم ہوتا ہے۔ کیا کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ 1974 کی دفعہ 60(7) اور 61 آئین کے آرٹیکل 30(1) کی خلاف ورزی کرتی ہے؟ دفعہ 60(7) کے تحت کوئی بھی استاد جو کسی بھی تادیبی کارروائی میں منظور کردہ حکم سے ناراض ہے، ایکٹ کے تحت تشکیل شدہ اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے اپیل دائر کر سکتا ہے۔ اپیلٹ ٹریبونل کے پاس، فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد اور اس طرح کی مزید تفتیش کے بعد جو ضروری ہو، اپیل میں ایسا حکم منظور کرنے کا اختیار ہے جو وہ مناسب سمجھے، بشمول متعلقہ استاد کی بحالی کا حکم۔ دفعہ 61 ماضی کے تنازعات کے سلسلے میں استاد کو اپیل کرنے کا حق دیتی ہے جو وہاں بیان کیے گئے ہیں۔ اس عدالت نے سینٹ زیویئر کالج (اوپر) کے معاملے میں آرٹیکل 31(1) کے سلسلے میں مشاہدہ کیا کہ مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی اداروں کا انتظام کرنے کا حق مطلق حق نہیں ہے۔ یہ حق ضابطے سے آزاد نہیں ہے۔ جس طرح اقلیتی اداروں کے تعلیمی کردار اور مواد کو برقرار رکھنے کے لیے ریگولیٹری اقدامات ضروری ہیں، اسی طرح منظم، موثر اور مضبوط انتظامیہ کو یقینی بنانے کے لیے ریگولیٹری اقدامات ضروری ہیں۔ انتظامیہ کا حق بدانتظام کا حق نہیں ہے۔ عدالت نے (صفحہ 1399 پیرا 41) انتظامیہ کے حق پر پابندی اور انتظامیہ کے طریقے کو تجویز کرنے والے ضابطے کے درمیان فرق کیا۔ اس میں کہا گیا، "انتظامیہ کے اہلکاروں کا انتخاب انتظامیہ کا ایک حصہ ہے۔ یونیورسٹی کو ہمیشہ یہ دیکھنے کا حق ہوگا کہ کوئی بدانتظامی نہ ہو۔ اگر بدانتظامی ہے تو یونیورسٹی اس کے علاج کے لیے اقدامات کرے گی۔"

گجرات یونیورسٹی ایکٹ کی دفعہ 52(اے) سے نمٹتے ہوئے جس میں گورننگ باڈی اور کسی الحاق شدہ کالج کے دیگر تعلیمی اور غیر تدریسی عملے کے تدریسی رکن کے درمیان کسی بھی تنازعہ کا حوالہ ثالثی ٹریبونل کو فراہم کیا گیا ہے، عدالت نے فیصلہ دیا کہ اقلیتی ادارے کے معاملے میں اس طرح کا حوالہ تعلیمی ادارے کے اندر قانونی تنازعہ کا علاقہ متعارف کرائے گا۔ گورننگ باڈی کے گھریلو دائرہ اختیار کو بے دخل کر دیا جائے گا اور بیرونی باڈی میں ایک نیا دائرہ اختیار تشکیل دیا جائے گا۔ اس لیے اس طرح کی شق کا اطلاق اقلیتی ادارے پر نہیں ہوگا۔

للّی کورین بنام سینئر لیوینا اور دیگر [1979] 1 ایس سی آر 821 میں خود اپیل کنندہ کے معاملے میں اس عدالت کا فیصلہ موجودہ معاملے میں زیادہ براہ راست نقطہ نظر ہے۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ کسی بیرونی اتھارٹی (جیسے اس معاملے میں وائس چانسلر) کو اپیل کا حق دینے سے اقلیتی تعلیمی اتھارٹی کا تادیبی اختیار چھین لیا گیا، خاص طور پر اس وجہ سے کہ اپیل کا اختیار لامحدود اور غیر متعین تھا۔ وہ کس بنیاد پر مداخلت کر سکتا تھا اس کی وضاحت نہیں کی گئی تھی اور اس کے پاس لامحدود اختیارات تھے، بشمول عائد سزا میں مداخلت کرنے کا اختیار۔ اس طرح کی غیر ہدایت یافتہ اور غیر قانونی طاقت جس کا استعمال اپیل میں کیا جا سکتا ہے، اقلیتی ادارے کے اپنے اداروں کے انتظام کے حق میں مداخلت کا باعث بنتی ہے۔ اسے محض بدانتظامی پر روک کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ 1974

کی دفعہ 60(7) اور 61 کے ساتھ بھی یہی صورتحال ہے۔ایک بار پھر، اپیل کا اختیار "غیر قانونی" اور "غیر ہدایت یافتہ" ہے اور اپیلٹ ٹریبونل برخاست شدہ استاد کی بحالی کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ان فیصلوں کے ذریعے مقرر کردہ تناسب کی روشنی میں، کیرالہ عدالت عالیہ کے فل بینچ نے متنازعہ فیصلے میں صحیح فیصلہ دیا ہے کہ کیرالہ یونیورسٹی ایکٹ، 1974 کی دفعہ 60(7) اور دفعہ 61 اپیلٹ ٹریبونل کو اختیارات دیتی ہیں جو غیر قانونی اور غیر ہدایت یافتہ ہیں۔اس لیے یہ سیکشن آئین کے آرٹیکل 30(1) کے ذریعے مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو دیے گئے بنیادی حقوق سے مطابقت نہیں رکھتے۔ہمیں مختلف نظریہ اختیار کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ظاہر ہے کہ ہم موجودہ اپیل میں مہاتما گاندھی یونیورسٹی ایکٹ، 1985 توضیعات سے متعلق نہیں ہیں جو اپیلٹ ٹریبونل کو بہت مختلف اور زیادہ مخصوص اور محدود اپیل کے اختیارات فراہم کرتا ہے۔

تاہم، معاملے کا مجموعی نظریہ لیتے ہوئے، اور تمام حالات پر غور کرتے ہوئے ہم نے سوچا کہ اپیل کنندہ کو کچھ معاوضہ ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ہم اسے سماعت کے دوران وکیل کے سامنے رکھتے ہیں۔وکیل نے مقدار کے سوال پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔اپیل کنندہ نے زور دیا ہے کہ اس کے خلاف تحقیقات منصفانہ انداز میں نہیں کی گئیں اور اس نے کئی سالوں کی مفید خدمات کھو دی ہیں۔اس نے اس کالج کے پرنسپل کے طور پر اس وقت شمولیت اختیار کی جب اس کی نئی بنیاد رکھی گئی تھی یا انتظامیہ کی طرف سے کلاس I گزٹیڈ آفیسر کا عہدہ چھوڑنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔اس نے یہ بھی کہا کہ اس نے قانونی چارہ جوئی کو آگے بڑھانے میں بہت زیادہ رقم خرچ کی ہے۔ہم محسوس کرتے ہیں کہ اگر اسے معاوضہ دیا جائے تو انصاف کے مقاصد پورے ہوں گے۔جواب دہندگان 2 سے 4 کے لیے فاضل وکیل نے ہماری ہدایات پر عمل کرنے پر بہت منصفانہ اتفاق کیا ہے۔

ہم ان اپیلوں میں جواب دہندگان 2، 3 اور 4 کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ اپیل کنندہ کو ان جواب دہندگان کے خلاف اس کے تمام دعووں کے مکمل اور حتمی اطمینان کے ساتھ 350000 روپے کا معاوضہ ادا کریں۔ہمیں امید ہے کہ اس سے ان فریقین کے درمیان تمام موجودہ اور مزید قانونی چارہ جوئی کا خاتمہ ہو جائے گا جو 1969 سے مختلف محاذوں پر قانونی چارہ جوئی کر رہے ہیں۔اپیل کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں۔

ایچ۔کے۔

اپیل نمٹا دی گئی

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document